ILSAAQUL KA'BAIN

(JOINING THE ANKLES IN RUKU' AND SAJDAH')

BY: MUJLISUL ULAMA OF SOUTH AFRICA
PO BOX 3393
PORT ELIZABETH
6056
SOUTH AFRICA

ILSAAQUL KA’BAIN

(JOINING THE ANKLES)

Isaaqul Ka’bain or the joining the ankles in Sajdah has been transformed into a controversial issue by some plastic muftis who have a flair for digging up non-issues and kicking up much dust in their attempt to portray the non-issue as of fundamental importance. Whilst there is a minority view that the ankles during Sajdah should be placed together, it is in conflict with the view of the Jamhur Fuqaha of the Ummah. However, despite the *Ilsaaq* view being a weak view of a minority, the *Jamhur Fuqaha* and our Akaabireen have not made an issue of it. But, of late some molvis seeking to project the image of Ijtihaad have converted this mas’alah into a controversial one.

We believe that the retrogressive and divisive attitude of these molvis is the effect of consuming too much halaalized carrion chickens and halaalized carrion meat. Thus, their brains are contaminated with spiritual pollution which constrains them to acquit themselves so stupidly.

In *Fataawa Mahmoodiyyah, Vol.9, page 335,* Hadhrat Mufti Mahmoodul Hasan (rahmatullah alayh) says: “This is not such an important mas’alah to warrant such debate and dispute.” On page 332, Hadhrat Mufti Sahib says:

“The mas’alah of *Ilsaaq* in the state of Ruku’ (as well as in Sajdah) is not to be found in the *Mutoon-e-Mutaqaddimah of Fiqh.* Thus, this is not a mas’alah of *Zaahirur Riwaayat because the Mutoon which have been acquired from Zaahirur Riwaayat are also bereft of this mas’alah.”*

For those who are interested in the *dalaail* of the *Jamhur,* the relevant texts from the kutub are reproduced here.

رکوع میں الصاق کعبین کی بحث

۲۶۵۸

سوال:۔ الصاق کعبین حالت رکوع میں سنت ہے، یا نہیں؟ مع دلائل تحریر فرمائیں،

سعایہ،ص ۱۸ار میں عدم سنت کی دلیل نقل کی گئی ہے، اس کے رد میں اگر دلائل ہوں تو تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالت رکوع میں الصاق کعبین کا مسئلہ فقہ کے متون متقدمہ میں موجود نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر الروایہ کا مسئلہ نہیں اس لئے کہ جو متون ظاہر الروایہ سے لئے گئے ہیں وہ بھی اس سے خالی ہیں، بعض شروح میں البتہ اس کو سنت رکوع قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں الصاق حقیقی مراد نہیں بلکہ حکمی مراد ہے جیسے "مررت بزید ای بمکان یقرب منه زید غالباً اس لئے لفظ یضم نہیں فرمایا گیا ہے، جیسے حالت سجود میں انگلیوں کے متعلق کہا گیا ہے "ویضمها کل الضم" نیز اگر الصاق کعبین حقیقۃً کو سنت کہا جائے تو تمام قدم کا قدم سے الصاق ہونا چاہئے، ورنہ انگلیاں پورے طور پر قبلہ رو نہیں ہوں گی، ایک کی مائل شمال ہوگی اور دوسرے کی مائل جنوب، حالانکہ فقہاء انگلیوں کو قبلہ رو رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں حتی کہ حالت سجود اور حالت قعود میں بھی تاکید ہے اگر چہ اس میں دشواری ہوتی ہے، اگر قبلہ رو کیا گیا الصاق کے ساتھ ہی تو محض کعبین کا الصاق نہیں ہوگا، بلکہ قدمین کا الصاق ہوگا، پھر الصاق کعبین سے تعبیر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ نیز رکوع میں نماز کا نصف اول بحکم قیام رکھتا ہے، اور حالت قیام میں قدمین کے درمیان اربع اصابع کا فاصلہ کتب فقہ میں مذکور ہے اور الصاق کعبین اس کے منافی ہے، کیونکہ اس قیام میں قدمین کا لفظ کعبین پر بھی مشتمل ہے[1] بعض روایات حدیث میں الصاق کعبین کا تذکرہ ہے تو وہ در حقیقت تسویہ صفوف کے لئے ہے اور اس کی تائید میں "حاذ والمناکب اور سووا" وغیرہ الفاظ مذکور ہیں[1] یعنی صفیں سیدھی رکھنے کی تدبیر یہ ہے کہ کعبین

محاذی رہیں اور ایک کا منکب دوسرے کے منکب سے مل جائے، کتب فقہ[1] فتح القدیر، بدائع، البحر، زیلعی، طحطاوی، شامی، عالمگیری، خانیہ وغیرہ اور شروحِ احادیث بذل المجہود[2]، منہل[3]، معالم السنن وغیرہ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال والیه الرجوع فی المبدأ والمآل

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند کیم شعبان ۸۷ھ

Imdaadul Ahkaam Vol 1

رکوع میں الصاق رجلین سنت ہے یا نہیں،

سوال (۱۶) باسمه تعالیٰ: ایها العلماء العاملون والفضلاء الکاملون ما تقولون فی الصاق رجل کعبیه فی الرکوع والسجود ایعنی هو من سنن الصلوٰة ام لا وبای حدیث صحیح ثابت هو، و من القائل به من الائمة المعتبرین وکثیر من علماء الزمان ینکرون سنیة ذلک ومنهم صاحب السعایة وغیره بینوا بالتحقیق توجروا علی الیقین ونحن نرید ان نطبع فتویکم،

الجواب: لم نجد حدیثا صریحا فی سنیة هذا الالصاق فی الرکوع والسجود ولم یذکره من فقهائنا الا صاحب الدر وشارح المنیة ومن تبعهما وهم قلیل ولم یتعرض له القدوری ولا صاحب الکنز والوقایة وغیرهم من اصحاب المتون المعتبرة الناقلین لظاهر الروایة وفی ترجیح الراجح لشیخنا قال العلامة عبد الحی اللکهنوی فی السعایة ان قدوة القائلین بسنیة الالصاق من الحنفیة هو الزاهدی وهو وان کان اماما جلیلا فی الفقه لکنه مشهور بنقل الروایات الضعیفة صرح به ابن عابدین فی تنقیح الفتاوی الحامدیه وفی الفوائد البهیة انه کان معتزلی العقائد حنفی الفروع (النور ص ۶ متعلق شعبان ۱۳۴۳ھ) وکلام الطحاوی فی معانی الآثار یفید ان الالصاق لیس مشروعا فی شیء من الاعضاء فی الرکوع ولا فی السجود (للرجال) بل المشروع عکسه ای التجافی بینهما قال الطحاوی فی بحث التطبیق ثم التمسنا حکم ذلک من طریق النظر کیف هو فرأینا التطبیق فیه التقاء الیدین ورأینا وضع الیدین علی الرکبتین فیه تفریقهما فاردنا ان ننظر فی حکم اشکال ذلک فی الصلوٰة کیف هو فرأینا السنة جاءت عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتجافی فی الرکوع والسجود واجمع المسلمون علی ذلک فکان ذلک من تفریق الاعضاء وکان من قام فی الصلوٰۃ امر ان یراوح بین قدمیہ وقد روی ذلک عن ابن مسعود وھو الذی روی التطبیق فلما رأینا تفریق الاعضاء فی ھذا بعضها من بعض اولیٰ من الالصاق بعضها ببعض اختلفوا فی الصاقهما وتفریقهما فی الرکوع کان النظر علی ذلک ان یکون ما اختلفوا فیہ من ذلک معطوفا علی ما اجمعوا علیہ منہ فیکون کما کان التفریق فیما ذکرنا افضل یکون فی سائر الاعضاء کذلک ام رحمہ و١٣٦ ج١) وبعد ذلک فلا حاجۃ الی اقامۃ الدلیل علی سنیۃ ھذا الالصاق اذا ثبت ضعف نقلہ فی المذھب ونص الطحاوی علی سنیۃ التجافی بین الاعضاء فی الرکوع والسجود جمیعا واللہ تعالیٰ اعلم۔

Ahsanul Fatawa Volume3 Page36-40

رکوع میں ٹخنے ملانا:

سوال :۔ درمختار میں ہے کہ رکوع میں مردوں کو ٹخنے ملالینا مسنون ہے، شامی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، مگر زید اس کو تسلیم نہیں کرتا، اس بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں، بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

جب بندہ کی نظر سے درمختار کا یہ جزئیہ گزرا اسی وقت سے قلب نے اس کو قبول نہیں کیا، اس لئے کہ یہ کلیاتِ ذیل کے خلاف ہے:۔

① مردوں کے لئے رکوع وسجود میں تجافی،

② پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رُخ رہنا، الصاقِ کعبین سے انگلیاں قبلہ رُخ نہیں رہ سکتیں،

③ نماز میں بلاضرورت حرکت نہ کرنا،

مندرجہ بالا کلیات احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں، اور بالاتفاق مسلّم ہیں، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ رکوع میں قولِ تطبیق پر یوں ردّ فرماتے ہیں: فرأینا السنۃ جاءت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتجافی فی الرکوع والسجود واجمع المسلمون علی ذلک فکان ذلک من تفریق الاعضاء، (شرح معانی الآثار ص۱۳۶ ج۱)

کلیاتِ مذکورہ کے خلاف ہونے کے علاوہ الصاقِ کعبین کی نہ کسی حدیث سے تائید ہوتی ہے اور نہ ہی ائمہ مذہب سے اس کا کوئی ثبوت ہے، اور نہ جمہور فقہاء نے اس کو ذکر فرمایا ہے، اس لئے بندہ شروع ہی سے قولاً وعملاً اس کے خلاف رہا ہے، مگر اپنے اس نظریہ کی تائید میں اکابر میں سے کسی

کی تحریر کی جستجو رہی، چنانچہ بحمداللہ تعالیٰ امداد الفتاوی میں بحوالہ سعایہ اس کی تائید مل گئی، سعایہ کی مراجعت سے ثابت ہوا کہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق اس مسئلہ پر بھی کافی مدلل و مفصل بحث فرمائی ہے، جو باختصار درج ذیل ہے:

ومنها الصاق الكعبين ذكره جمع من المتأخرين وجمهور الفقهاء لم يذكروه ولا اثر له في الكتب المعتبرة كالهداية وشروحها النهاية والعناية والبناية والكفاية وفتح القدير وغيرها والكنز وشرحه للعيني وشرح النقاية لالياس زاده والبرجندي والشمني وفتاوى قاضيخان والبزازية وغيرها وامام الدين اورده في ذكره الزاهدي حيث قال في المجتبى برمز بط يسن في الركوع الصاق الكعبين واستقبال الاصابع القبلة ونقله عنه القهستاني في جامع الرموز وفي شرح الخلاصة الكيدانية والحلبي في الغنية وابن نجيم في البحر وتلميذه التمرتاشي في منح الغفار واقروه وذكره صاحب النهر وصاحب الدر المختار على سبيل الجزم لكن لم يبين احد منهم المراد من الصاق الكعبين وقال خير المتأخرين شيخ مشايخنا محمد عابد السندي المدني في طوالع الانوار شرح الدر المختار قوله والصاق كعبيه اي حالة الركوع قال الشيخ الرحمتي مع بقاء تفريج مابين القدمين قلت لعله اراد من الالصاق المحاذاة وذلك بان يحاذي كل من كعبيه لآخر فلا يتقدم احدهما على الآخر وظاهر لفظ الشارح يقتضي اللصوق ونفي التفريج ولذا قال السيد احمد هذا اي الصاق كعبيه ان تيسر له ورأيت كلاما للشيخ محمد حيات السندي يقتضي اثبات سنية التفريج ونفي سنية الالصاق انتهى كلامه، وقال ايضا في موضع آخر من الطوالع يسن في حال الركوع كما في المجتبى وزاد ابو السعود في السجود ايضا ان يلصق كعبيه قال الشيخ ابو الحسن السندي في تعليقه على الدر المختار هذه السنة انما ذكرها من ذكرها من المتأخرين تبعا للمجتبى وليس لها ذكر في الكتب المتقدمة ولم يرد في السنة على ما وقفنا عليه وكان بعض مشايخنا يرى انه من اوهام صاحب المجتبى وكأنهم توهموا مما ورد ان الصحابة كانوا يهتمون بسد الخلل في الصفوف حتى يضمون الكعاب والمناكب ولا يخفى ان المراد ههنا الصاق كل كعب كعب صاحبه لا كعبيه مع الكعب الآخر انتهى كلام الشيخ

قلت لقد دارت هذه المسئلة في سنة اربع وثمانين بعد الالف والمائتين بين علماء عصرنا فاجاب اكثرهم بان الصاق الكعبين في الركوع والسجود ليس بمسنون

ولا اثر له فی الکتب المعتبرة والقول الفیصل ان یقال ان کان المراد بالصاق الکعبین
ان یلزق المصلّی احدی کعبیه بالاخری ولا یفرج بینهما کما هو ظاهر عبارة الدر المختار
والنهر وغیرهما وسبق الیه فهم المفتی ابی السعود ایضًا فلیس هو من السنن علی الاصح
کیف وقد ذکر المحققون من الفقهاء انّ الاولی للمصلّی ان یجعل بین قدمیه نحو
اربعة اصابع ولم یذکروا انّه یلزقهما فی حالة الرّکوع او السجود وقال العینی فی
البنایة نقلًا عن الواقعات ینبغی ان یکون بین قدمی المصلّی قدر اربع اصابع الید لانّه
اقرب الی الخشوع والمراد من قوله علیه الصّلوٰة والسّلام الصقوا الکعاب بالکعاب
اجتماعهما انتهی، فهذا صریح فی انّ المسنون هو التفریج مطلقًا والا لقیّده بحالة
القیام وانّ المراد بالصاق الکعب بالکعب الوارد فی الخبر غیر الزاقهما ویؤیّده ما اخرجه
ابوداؤد وصححه ابن خزیمة وذکره البخاری تعلیقًا عن النعمان بن بشیر قال رأیت الرجل
منا یلزق کعبه بکعب صاحبه وفی ردالمحتار نقلًا عن فتاوی سمرقند ینبغی ان یکون
بین القدمین مقدار اربع اصابع وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب ارید به
الجماعة انتهی، وان کان المراد به محاذاة احدی الکعبین بالاخری کما ابدع العلامة السندی
فهو امر حق ولا بعد فی حمل الالصاق علی المحاذاة فانّه جاء استعماله فی القرب ویؤیّد
عدم سنیة الزاق الکعبین بالمعنی الاوّل ای ترک التفریج بینهما انه یلزم فیه تحریک
احدی الکعبین الی الاخری وتحریک عضو فی الصّلوٰة من غیر ضرورة لیس بجائز عندهم
حتی ان منهم من لم یجوز رفع السبابة فی التشهّد لهذه العلّة ومنهم من لم یجوز
رفع الیدین عند الرکوع لهذه العلة والظاهر ان حمل کلامهم علی المعنی الثانی اولی
من حمله علی المعنی الاوّل علی انّه من اوهام صاحب المجتبی فاحفظ هذا التحقیق فانّه من النفائس
المختصة بهذا الکتاب وقل من تنبّه علیه من العلماء الا من شاء الله ان یتنبّه
(سعایة، ص۱۸۲ ج ۲)

امداد الفتاوی کے سوال مذکور میں سائل نے یہ بھی لکھا ہے ونسبت زاہدی در نافع کبیر و فوائد بہیہ
نوشته اند وان کان اماماً جلیلاً فی الفقة لکنه متساهل فی نقل الروایات و ایضاً هو معتزلی
الاعتقاد وحنفی الفروع قال صاحب رد المحتار فی تنقیح الفتاوی الحامدیة فی کتاب

الاجارة الحاوی الزاهدی مشهور بنقل الروایات الضعیفة ولهذا قال ابن وهبان وغیره انه لا عبرة بما یقوله الزاهدی مخالفا لغیره (امداد الفتاوی ص ۱۴۹ ج ۱)

مگر سعایہ کی تحقیق کے مطابق زاہدی کے تخطئہ کی بنسبت ان کے قول کی تاویل بہتر ہے، مجتبیٰ میں الصاق الکعبین کے ساتھ استقبال الاصابع القبلہ کا ذکر بیّن دلیل ہے کہ الصاق سے ان کی مراد وہی ہے جو سعایہ میں علامہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کی گئی ہے یعنی کعبین میں محاذاۃ، اس لئے کہ الصاق بمعنی ضم کی صورت میں پاؤں کی انگلیاں مستقبلِ قبلہ نہیں ہو سکتیں،

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کعبین میں محاذاۃ تو حالتِ قیام میں بھی مسنون ہے، پھر اس کو بالخصوص رکوع میں کیوں بیان فرمایا؟

اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ دراصل اس پر تنبیہ مقصود ہے کہ قدمین کی جو کیفیت حالتِ قیام میں مسنون ہے رکوع میں بھی وہی کیفیت سنت ہے، رکوع اور قیام میں کوئی فرق نہیں

دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حالتِ رکوع میں پاؤں پر نظر پڑتی ہے، اس لئے اس سنت کی تعمیل میں اگر کوئی نقص ہو تو رکوع میں اس کی اصلاح کا موقع ہے،

ان توجیہات کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ استقبال الاصابع القبلہ کو رکوع میں بیان کرنے پر بعینہ یہی اشکال وارد ہوتا ہے، جو توجیہ اس کی کی جائے گی وہی کعبین میں محاذاۃ کی بھی کرلی جائے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۶ رمضان ۹۸ھ

Ahsanul Fatawa Volume 3 Page 49-50

سجدہ میں ٹخنے ملانا :

سوال : مرد سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کے ٹخنے آپس میں ملا کر رکھیں یا علیحدہ؟ عرف شذی میں ٹخنے ملانے کی روایت ہے، وفی صحیح ابن حبان عن عائشة رضی الله عنها الرص بین العقبین فی السجدة ای ضمهما واکثر الناس عن هذا غافلون (العرف الشذی ص ۱۳۵) اسکے بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں، بیّنوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب

اعلاء السنن میں سوال میں مذکور حدیث کے بعد تفاج بین القدمین کی حدیث بھی منقول ہے عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها فی حدیث اوله فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة رواه ابن حبان

وصحیح باسناد حسن (التلخیص الحبیر ص۹۸ ج۱) وللنسائی وقد سکت عنه وهو ساجد وقد ما
متصوبان الحدیث، (نسائی ص۱۶۶ ج۱)

عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنه کان صلی اللہ علیه وسلم اذا رکع بسط ظهره واذا سجد وجه اصابعه
قبل القبلة فتفاجّ (یعنی وسع بین رجلیه ۱۲ منه) رواه البیهقی (التلخیص الحبیر ص۹۸ ج۱) قلت احتج به
الحافظ ابن حجر بعد ما ضعف روایة الدارقطنی عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها وسکت عنه فهو حسن
وصحیح عنده (اعلاء السنن ص۱۳۵ ج۳)

بصورتِ تعارض اولاً تطبیق پھر ترجیح کی طرف رجوع کیا جاتا ہے،

تطبیق :

حدیث اول میں رصّ بین العقبین تقریب پر محمول ہے، کما حمل علیه العلامة الطحطاوی رحمه اللہ
تحت حدیث ضم الکفین فی الدعاء۔

خود اسی حدیث میں حمل علی التقریب پر دو قرائن بھی ہیں۔ ایک استقبال الاصابع القبلة۔ دوسرا
نصب القدمین، یہ دونوں سنتیں رصّ بین العقبین کی صورت میں علی وجہ الکمال ادا نہیں ہو سکتیں۔ مزید یہ
اس میں بلا ضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے

ترجیح :

حدیث ثانی مردوں کے لئے رکوع وسجود میں سنتِ تجافی کے مطابق ہے دیکھیے بدر محتاط۔ وهذا
رجحه الامام الطحاوی رحمه اللہ تعالیٰ حدیث وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع علی حدیث التطبیق، نیز
نماز میں امر خشوع سے بھی اسی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے کیونکہ بلا ضرورت حرکت خشوع کے منافی ہے
قال صلی اللہ علیه وسلم فی مصل یعبث بلحیته لو خشع قلبه لسکن جوارحه۔

یہ بحث تبرعاً لکھدی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں، فقہ میں اس کا کوئی ثبوت
نہیں۔ شامیہ میں صرف ابو السعود سے نقل کر کے صحتِ نقل میں کلام فرمایا ہے اور سعایہ میں رکوع
وسجود میں الصاق الکعبین پر مفصل ومدلل تردید فرمائی ہے۔ احسن الفتاوی میں رکوع میں ٹخنے
ملانے کی بحث میں سعایہ کی تحقیق منقول ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۷ شعبان سنہ ۱۴۰۰ھ

A SYNOPSIS

From the aforementioned *dalaa-il* of the Akaabir Ulama, the following facts are conspicuous and leave no scope for doubt and ambiguity regarding the practice of *Ilsaaq Ka'bain* in Ruku' and Sajdah:

(1) Imaam Tahaawi (rahmatullah alayh) categorically refutes *Ilsaaq.* Thus he says: *"Therefore, we see that the Sunnah which has come from Nabi (sallallahu alayhi wasallam) is At-tajaafi fir Ruku' was-Sujood – separation of the ankles in both Ruku' and Sujood. The Muslimoon have enacted Ijma' on this."*

(2) The meaning of *ilsaaq i*n this context is *muhaathaat,* not *dhamm (physical joining).* The meaning is *ilsaaq hukmi,* not *haqeeqi*.

(3) This is not a mas'alah of *Zaahirur Riwaayat.* Therefore the emphasis on forging a controversy is *jahaalat*.

(4) According to Allaamah Abdul Hay Lukhnowi (rahmatullah alayh), the first person among the Ahnaaf who claimed that *ilsaaq* is Sunnah was Zaahidi. Zaahidi was *mash-hoor* for narrating *dhaeef riwaayaat.* Whilst he was Hanafi in *furoo'i* masaa-il, by *I'tiqaad* he was a Mu'tazili.

(5) According to Allaamah Zafar Ahmad Uthmaani (rahmatullah alayh): *"There is no need to establish any daleel for the Sunniyyat of ilsaaq in view of the dhu'f of such narrations having been established in the Math-hab. Furthermore, Tahaawi has stated explicitly the Sunniyat of Tajaafi of the limbs in both Ruku' and Sujood."*

(6) The Hadith narrated by Baraa' (radhiyallahu anhu), mentioned in *I'laaus Sunan* and narrated by Baihqi states: *"When Rasulullah (sallallahu alayhi wasallam) made Ruku', he would spread his back, and when he made Sajdah he pointed his toes to the Qiblah and he separated (i.e. he separated his feet)."* The term *'tafaaj-ja'* is mentioned to describe the separation of the feet.

(7) *Ahsanul Fataawa* elaborately explains the mas'alah and answers the narrations from which joining the ankles has been concluded.

(8) A salubrious advice for the plastic 'mujathids' of today is what is mentioned in *Ahsanul Fataawa,* viz. *"Rujoo' ilal Hadith is not the wazeefah (function) of the muqallid."* The muqallid molvi sahib should cling to the Jamhur Fuqaha and not flaunt his silly and baseless 'ijtihaad'.

CONCLUSION

Ilsaaq of the ankles in both Ruku' and Sajdah is not Masnoon. The Sunnah is *Tajaafi.* Imaam Tahaawi's view is the final word on this mas'alah.